© rasailojaraid.com

کے شہروں میں اسلام آٹھویں صدی عیسوی میں [ماوراء النہر میں] عرب فتوحات کے وقت پہنچ گیا تھا اور قازق ترک خانہ بدوشوں نے برائے نام [؟] اسلام سن ۱۰۴۳ء میں قبول کر لیا تھا۔ جوچی خانوادہ کے شہزادے، جنہوں نے قازق سلطنت (state) کی بنیاد رکھی، اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے تھے اور اسی حیثیت سے انہیں عالم اسلام میں قبول کیا گیا''[۶۱]۔ یہ مارتھا برل اولکاٹ کے الفاظ ہیں۔ اس عبارت میں برائے نام (nominally) کا جو لفظ آیا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے، اس کی وضاحت کرنا مصنفہ نے مناسب نہیں سمجھا ہے۔ ظاہر ہے جب آدمی شروع میں کوئی نیا مذہب قبول کرتا ہے تو اسے اس مذہب کو کماحقہ سمجھنے اور اس کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرنے میں وقت لگتا ہے۔ اس عبوری دور میں (خاص کر اسلام میں) اس کا کلمہ شہادت پڑھنا ہی اس کے مسلمان ہونے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اگر لفظ ''برائے نام'' کے یہی معنی ہیں تو اس سے اتفاق کیا جانا چاہیے اور اگر اس کے معنی یہ ہیں کہ انہوں نے شروع ہی سے اسلام کو (بعض خفیہ وجوہات کی بنا پر) برائے نام قبول کیا تھا اور اسے بطور مذہب اپنانا ان کا مقصود نہیں تھا تو اس سلسلے میں محترمہ اولکاٹ کو مزید توضیح اور تشریح کر دینی چاہئے تھی۔ یوں لگتا ہے کہ ''برائے نام'' لکھ کر انہوں نے آٹھویں صدی میں قازق شہروں میں اسلام پہنچنے اور (بقول ان کے) بارہویں صدی میں خانہ بدوش ترک قازق قبائل کے اسلام قبول کرنے کے باوجود روسی تاریخ نویسوں کے اس دعوئی سے متاثر ہونے کا عندیہ دیا ہے کہ سترہویں اور اٹھارویں صدی میں قازقوں کی طرف سے روس کے ساتھ الحاق کے وقت تک وہ مسلمان نہیں تھے۔ لفظ برائے نام لکھنے کی کوئی اور توجیہ میری سمجھ میں نہیں آسکی ہے۔ کسی مذہب کے پیروکار کے لئے اس مذہب کو ''برائے نام'' یا حقیقتاً قبول کرنے کا معیار محترمہ کے نزدیک کیا ہے اس کی وضاحت انہیں ہی کر دینی چاہیے تھی۔ کیا ان کے نزدیک آج کے تمام عیسائیوں / مسیحیوں کو ''برائے نام مسیحی'' کہنا درست ہوگا جبکہ وہ بائیبل کی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر با قاعدہ قانون سازی کے ذریعہ لادینیت یا کم از کم لادین طرز سیاست (secularism) کو اپنا چکے ہیں۔

قازق مسلمانوں کی روسی استعمار کے خلاف مسلح مزاحمتی تحریکیں

روسیوں کا دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ زار شاہی روسی استعمار اور ان کے گماشتوں کے خلاف قازقوں کی مسلح مزاحمتی تحریکوں کو اس رنگ میں پیش کیا جائے کہ یہ ''روسی مملکت میں ان کی برضا و رغبت شمولیت'' کے نظریہ سے متعارض نہ ہوں۔ قازقوں میں روسی پیش قدمیوں کے خلاف مسلح مزاحمتی تحریکوں کی فہرست انتہائی طویل ہے۔ بوکے ہرڈ (لشکر اندرونی) میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلطان قائپ علی نے ۱۸۱۸ء سے ۱۸۲۸ء تک روسیوں کے خلاف لڑائی جاری رکھی۔ ۱۸۲۸ء میں سلطان قائپ علی کے گوریلا دستوں کو (دریائے یورال کے کنارے) روسی فوجوں نے تین ہفتے تک محاصرے میں رکھا جس کے نتیجے میں سلطان کے اکثر جنگجو بھوکوں مار دیئے گئے۔ جبکہ دوسو (۲۰۰) کو قیدی بنالیا گیا۔ خود سلطان قائپ علی خیوا بھاگنے پر مجبور ہوا جہاں خیوا کے خان نے اسے پناہ دی۔ لشکر اندرونی میں ''قازقوں کی مزاحمت کی شدت (fe-rosity) نے اورنبرگ کے گورنر جنرل کو پریشانی میں مبتلا کردیا تھا''[۱۶۲]۔ ۱۸۲۹ء میں ایک بار پھر اسی لشکر کے قازقوں نے روسیوں اور ان کے حلیف خان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس بغاوت کو بھی روس نے طاقت کے استعمال کے ذریعے دبادیا[۱۶۳]۔ ۱۸۳۶ء میں روسیوں (اور خان) کے خلاف قازقوں کی نفرت کے جذبات ایک بار پھر ابھر کر سامنے آئے اور انہوں نے اساتائی تائمان اولی کی قیادت میں مسلح بغاوت برپا کردی۔ اساتائی تائمان اولی کا تعلق برش (ترک) قبیلے سے تھا۔ اساتائی شروع ہی سے خان اور روسیوں کے خلاف باغیانہ کارروائیوں میں مصروف رہا تھا جن کی پاداش میں اس سے قبل ۱۸۱۷ء اور ۱۸۲۳ء میں اسے گرفتار بھی کیا گیا تھا۔ ۱۸۳۶ء میں معروف قازق شاعر محمد اوتمس اولی کی معاونت سے وہ لشکر اندرونی کے تقریباً تمام قبائل کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا اور اس نے روسیوں کے خلاف منظم بغاوت برپا کردی۔ اساتائی کی اس بغاوت کو قازق امام شامل کے پیروکاروں کی طرح ''غزوات'' (کافروں کے خلاف جہاد) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اساتائی کو خیوا کے خان کی حمایت حاصل تھی جس نے اپنے ہاں پناہ لئے ہوئے سلطان قائپ کو اس کے مسلح جنگجوؤں کے ساتھ اساتائی کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ اساتائی کو لشکر کوچک کے سابق منتظم سلطان شین علی اور مان اولی کی طرف سے بھی امداد فراہم کی گئی۔ اساتائی کے جنگجوؤں نے تین سو کوسک فوجیوں پر مشتمل ایک روسی فوجی دستے کو نیست و نابود کردیا۔ آخر کار ۱۸۳۸ء میں روسیوں نے اورنبرگ سے تازہ دم روسی دستے روانہ کئے جو اساتائی تائمان کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ ۱۸۳۶ء اور ۱۸۳۷ء میں اساتائی کی اس منظم بغاوت کے علاوہ لشکر اندرونی میں بعض مقامات پر مقامی بغاوتیں بھی ظہور پذیر ہوئیں[۱۶۴]۔

لشکر میانہ میں کینیساری قاسموف کی بغاوت روسیوں کے لئے ایک زبردست چیلنج بن گئی تھی۔ قاسموف کی قیادت میں روسیوں کے خلاف یہ بغاوت ۱۸۳۷ء سے ۱۸۴۶ء تک جاری رہی۔ اس سے قبل کینیساری قاسموف کے بھائی سرجان قاسموف نے ۱۸۲۵ء میں لشکر میانہ میں بھیجے گئے روسی فوجی دستوں پر حملہ کردیا تھا۔ سرجان قاسموف کی طرف سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روسی فوجی طاقت کے ساتھ براہ راست ٹکر لینے کے اس اقدام کی بدولت پورے لشکر میں روس مخالف جذبات ابھر کر سامنے آئے اور کینیساری قاسموف اور سرجان قاسموف کی بغاوت عملاً پورے لشکر میں پھیل گئی۔ سرجان قاسموف نے گوریلا طریق جنگ اختیار کرتے ہوئے روسی چھاونیوں اور روس نواز قازقوں کے کیمپوں پر شب خون مارنے شروع کردیے۔ ۱۸۳۶ء میں سرجان قاسموف کی موت کے بعد بغاوت کی قیادت کینیساری قاسموف نے سنبھال لی۔ کینیساری قاسموف زبردست ذہانت اور قائدانہ صلاحیتوں کا مالک تھا۔ قازق آج بھی کینیساری کو ''اولین قازق قوم پرست'' کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ کینیساری لشکر میانہ کے طاقتور سابقہ خان ابلائی کا پوتا تھا اور وہ اپنے آپ کو اپنے دادا کی روایات کا امین سمجھتا تھا۔ کینیساری قاسموف کو مکمل عوامی حمایت حاصل تھی۔ اس نے روسیوں کے خلاف قازقوں کو منظم کرنے میں زبردست صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ روسیوں نے کینیساری قاسموف کی اس بغاوت کو ''جاگیردارانہ۔ شاہ پرست تحریک'' (feudal - monarchical movement) کا نام دیا ہے۔ جب سوویت مورخ بیگ مخانوف نے ۱۹۴۷ء میں شائع شدہ اپنے ایک مقالے میں روسیوں کے اس دعوے کی تردید کرتے ہوئے قاسموف کی تحریک کو روسیوں کے خلاف عوامی بغاوت قرار دیا تو اسے ۱۹۵۷ء میں اپنے اس مقالے پر نظر ثانی کر کے روسی موقف کی تائید کرنے پر مجبور کردیا گیا[۱۶۵]۔

کینیساری کی اس بغاوت کے باعث صرف ۱۸۳۸ء میں روسیوں کو اسی کروڑ روبل کا تجارتی خسارہ برداشت کرنا پڑا۔ کینیساری کی بغاوت اس کے اپنے لشکر (لشکر میانہ) تک محدود نہیں تھی۔ کینیساری کو تمام قازق علاقوں (لشکروں) میں قومی ہیرو تسلیم کیا جانے لگا تھا۔ ۱۸۳۸ء میں جب کینیساری قاسموف اپنے لشکر (میانہ) سے نکل کر اورنبرگ کے روسی اقتدار کے علاقوں کے دامن میں قیام پذیر لشکر کوچک کے علاقوں میں وارد ہوا تو روسیوں نے کینیساری کو سٹیپ کے تمام قازق علاقوں میں اپنے اقتدار کے لئے زبردست خطرہ سمجھنا شروع کردیا۔ لشکر کوچک کے روسی اقتدار کے مکمل حصار میں ہونے کے باوجود کینیساری قاسموف روسیوں کو چیلنج کرتے ہوئے وہاں دو سال تک مقیم رہا اور اس دوران لشکر کوچک کے قبائل کو بھی روسیوں کے خلاف بغاوت میں اپنی حمایت پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ کینیساری کی عوامی مقبولیت کا ناقابل تردید ثبوت یہ ہے کہ اورنبرگ کی روسی فوجی چھاؤنی کے دامن میں رہتے ہوئے بھی روسی کینیساری قاسموف کے خلاف کسی بھی قسم کی فوجی کارروائی کی جرأت نہ کرسکے۔ روسیوں نے اس کے برعکس لشکر کوچک کے علاقے چھوڑ کر چلے جانے کے بدلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں کینیساری کی ''معافی'' کا اعلان کیا۔

لشکر کو چک کے علاقے چھوڑ کر اپنے لشکر میں آنے کے بعد کینیساری نے از سرنو روسیوں کے خلاف بغاوت کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران کینیساری لشکر میانہ پر روسی اقتدار کی تمام علامات ختم کرتے ہوئے لشکر کا عملی سربراہ بن گیا تھا۔ اس نے تمام قبائلی سرداروں کو اقتدار میں شریک کیا اور اپنے بھائی سلطان نوری بائی کی معاونت سے کاروبار حکومت پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا۔ اس نے روسی ''نظام عدل'' ختم کر کے شریعت اور شریعت سے غیر متصادم رواجی قانون (عادت) پر مبنی نیا عدالتی نظام متعارف کرایا۔ ججوں کو قاضی کا نام دیا گیا اور انہیں اسلامی قانون کے مطابق فیصلے کرنے کا پابند بنایا گیا۔ بیرونی مدد اور خاص کر مسلم امہ کی طرف سے کسی بھی قسم کی امداد نہ ملنے کی بنا پر کینیساری اپنی تمام تر جرأت، شجاعت اور عوامی تائید کے باوجود روس جیسی سپر طاقت کا زیادہ دیر تک مقابلہ نہ کر سکا۔ ۱۸۴۴ء میں روسیوں نے کینیساری کا قصہ تمام کرنے کے لئے زبردست فوجی طاقت اس کے علاقے میں بھیجی۔ کینیساری اپنا علاقہ چھوڑ کر موجودہ کرغیزستان کے علاقوں کی طرف نکل گیا[۱۶۶]۔

کینیساری کی اس ہمہ گیر بغاوت کے علاوہ خود لشکر کو چک میں بھی اسد کو تیبار اولی (Iset Kutebar Uli) کی قیادت میں علیحدہ سے بغاوت برپا ہوئی۔ اسد کو تیبار اولی کی یہ بغاوت ۱۸۵۳ء سے ۱۸۵۷ء تک جاری رہی۔ کو تیبار کا تعلق شکتی قبیلے سے تھا اور اس نے اس وقت روسیوں کے خلاف بغات برپا کی جب روسیوں نے خوقند خانیت کے خلاف جنگ کے دوران آق مسجد (اب قزل اوردہ) کے محاصرے کے وقت لشکر کو چک کے قبائل سے فوجی مہمات کے لئے چار ہزار مزید اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ لشکر کو چک کے سلطان ایڈمنسٹریٹر ارسلان جان تورین نے جب روسیوں کے اس مطالبے کو پورا کرنے کے لیے لشکر کو چک کے قبائل سے زبردستی اونٹ چھیننے کی مہم شروع کی تو لشکر کو چک کی رعایا اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی۔ روسیوں اور ان کے منتظم سلطان کے خلاف اس بغاوت کی قیادت کو تیبار اولی نے سنبھال لی۔ لشکر کو چک میں بالخصوص اور قازقوں کے دیگر لشکروں میں بالعموم روسیوں کے وفادار چنگیزی نسل کے منگول سلطان منتظمین کے خلاف نفرت کے جذبات عرصہ دراز سے ابھر کر سامنے آ رہے تھے۔ ترک قازق قبائل (بلیک بون) چنگیزی سلاطین (ابوالخیر کے جانشینوں) کو قازقوں کے مفادات کے خلاف روسی زاروں کا کاسہ لیس اور گماشتے سمجھتے تھے۔ خوقند کی مسلم سلطنت کے خلاف روسیوں کو امداد فراہم کرنے کے لیے ارسلان جان تورین کی طرف سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قازقوں کے جانور (اونٹ) چھیننے کی کوشش نے لشکر کو چک کے عوام میں اس کے خلاف پہلے سے موجود نفرت کے جذبات کو مسلح بغاوت میں بدل دیا۔ ارسلان کے لئے کوتیبار کی قیادت میں عوامی بغاوت کا مقابلہ کرنا انتہائی مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ ۱۸۵۶ء تک کوتیبار نے ارسلان کے کیمپ اور روسی تجارتی کاروانوں پر شب خون اور گوریلا حملے جاری رکھے۔ ۱۸۵۷ء میں اورنبرگ کے روسی گورنر جنرل نے کوتیبار کی بغاوت پر قابو پانے کے لیے توپوں اور رائفلوں سے مسلح ایک بڑی فوجی مہم روانہ کی۔ ترکی اور خیوا کی طرف سے کسی قسم کی مدد کی عدم فراہمی کی بدولت کوتیبار کے لئے تلواروں اور نیزوں سے مسلح گوریلا جنگجوؤں کی مدد سے توپوں اور دیگر آتشیں اسلحہ سے مسلح برتر روسی فوج کا مقابلہ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۸ء میں کوتیبار کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا گیا[۱۶۷]۔

سیر دریا کے زیریں علاقوں میں مقیم لشکر کو چک کے قبائل نے جان خوجہ نور محمد اولی کی قیادت میں اس وقت روسیوں کے خلاف بغاوت برپا کر دی جب انہوں (روسیوں) نے اپنی قلعہ بندیوں میں توسیع کے لئے اس علاقے سے قازقوں کو زبردستی نکالنا شروع کر دیا۔ روسی ''سیر دریا قلعہ بند سلسلے'' (Syr Darya line) کی تعمیر مکمل کر کے اس علاقے میں روسی کوسکوں کو آباد کرنا چاہتے تھے۔ روسیوں نے قازقوں کو اس علاقے سے نکالنے کے بدلے میں انہیں نئے علاقے الاٹ کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ جان خوجہ نور محمد اولی کی قیادت میں اس علاقے میں مقیم لشکر کو چک کے چھ قبائل نے ۱۸۵۶ء میں علم بغاوت بلند کیا۔ ۱۸۵۷ء میں باغیوں کو اسد کوتیبار کے باغیوں کی طرف سے مدد کی فراہمی بھی شروع ہو گئی۔ ۱۸۵۸ء میں اسد کوتیبار کی بغاوت پر قابو پانے کے بعد جان خوجہ نور محمد ہر قسم کی بیرونی امداد سے مایوس ہو گیا۔ اور آخر کار روسی اسے مغلوب کرنے میں کامیاب ہو گئے[۱۶۸]۔

زارینہ کیتھرین کی طرف سے تاتاریوں کے ذریعہ قازقوں میں اسلام کی اشاعت : حقیقت یا افسانہ ؟

یہ ہے قازقوں کی طرف سے ''برضا و رغبت برتر روسی تہذیب کے زیر سایہ آنے'' کی داستان! جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے روسیوں نے قازقوں کی ان تمام بغاوتوں کی ''قازق مسلم بمقابلہ مسیحی روس'' حیثیت کا انکار کرتے ہوئے انہیں ''پرولتاریوں کی بورژوا طبقے کے خلاف بغاوت'' کا نام دیا ہے۔ جو حقائق کو مسخ کرنے کی منظم کوشش کے مترادف ہے۔ روسیوں کی طرف سے یہ موقف اختیار کرنے کے بعد ضروری تھا کہ انہیں غیر مسلم اور غیر مہذب ظاہر

© rasailojaraid.com